عصر حاضر میں تربیت کی راہ میں حائل رکاوٹیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انکا حل

Obstructions in the way of "tarbiyyah"in present era , in the light of Islamic teachings

تحریم سعید*

ڈاکٹر محمد حسیب**

Abstract

Allah setup the system of education and training for human beings by his Messengers. Training is the name of reform of humanity to its peak. But in the present era there are several problems which are hurdle in the training of children. Parents and teachers are now materialistic they have no time for the couching of children and do not give them religious theology. Educational system and social environment also responsible for it as these are under the influence of the West. Social and electronic media and Company of children are also responsible in this regard. But in the light of teachings of Islam parents and teachers should accept their responsibilities and adopt the way of Prophet (PBUH) to be a good trainer as His (PBUH) is role model for everyone. Trainers should have a look over the company of children and give them religious education on account of their good training. They should also avoid harshness to educate the children.

Key Words: Allah, Human, Prblems, Prophet(PBUH), Education, Company.

انسانیت کی تربیت کا نظام، خالقِ لم یزل نے اپنے انبیاء کے ذریعے سے کیا۔ تربیت، انسانیت کو اسکی معراج پر پہنچانے کا نام ہے۔ اس دور میں تربیت کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں حائل ہو چکی ہیں۔ جن کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ضروری اور اہم ہے۔ وقت کی دوڑ نے والدین اور اساتذہ کو ایسا مادیت پرست بنادیا ہے کہ بچوں کی تربیت ایک ثانوی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ والدین اور اساتذہ بچوں کو وقت نہیں دیتے اور نہ ہی انہیں دینی رجحان دیتے

---

*ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

**لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

ہیں۔ دینی اثرات نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کا ماحول انہیں متاثر کر رہا ہے۔ بچوں کی سوچ اور فکر کو مار نہیں پیار کا نعرہ بھی متاثر کر رہا ہے۔ تعلیمی نظام اور معاشرتی ماحول بھی اس سلسلہ میں ان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہمارے ماحول اور معاشرتی و تعلیمی نظام پر مغربیت کی ایسی چھاپ آن پڑی ہے کہ تربیت بد اخلاقی اور دین سے دوری کا نام بن چکا ہے۔ سوشل اور الیکٹرانک میڈیا کے پروگراموں نے بچوں کو مغربی و دین سے دوری کا ماحول دے دیا ہے جس سے تربیتی نظام متاثر ہوا ہے۔ والدین اور اساتذہ کے رعب اور ڈر کی وجہ سے بچے اچھے اثرات کو قبول نہیں کرتے۔ بچوں کی بیرونی صحبت کا بھی اس معاملہ میں عمل دخل ہے۔ قرآن واحادیث کی روشنی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ والدین اور اساتذہ بچوں کی اچھی تربیت کرنے کے لئے اپنی ذمہ داری کو قبول کریں، انہیں وقت دیں، انکی مذہبی تعلیم کا بندوبست کریں اور انکی صحبت کی خبر گیری کریں۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی اس سلسلہ میں ہمارے لئے احسن نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرت کو اعلیٰ بنانے کے لئے اسے کچھ اصول وضوابط بھی سکھائے۔ جس کے لئے اس نے انبیاء بھیجے اور کتب بھی نازل فرمائیں یہاں تک کے قرآن کا موضوع بھی انسان اور اسکی معاشرت ہی ہے۔ تعلیم وتربیت بھی اسی معاشرت کا ایک اہم جزو ہے۔

تربیت: باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کے معنی "بچہ کی پرورش کرنا"، "پالنا" اور "مہذب بنانا" ہیں۔[1] اسی طرح تربیت سے مراد ہے۔ "تبليغ الشيء الى كماله شيئا فشيئا" کہ کسی چیز کو آہستہ آہستہ اس کے کمال اور تمام کی حد تک پہنچادینا۔[2] جبکہ اس کا مقصد ایسے لوگوں کو تیار کرنا ہے جو خالق کی عبدیت کے جذبہ سے سرشار کردار اور اخلاق کے مثالی نمونے ہوں۔[3] انگریزی میں تربیت کے لیئے مندرجہ ذیل کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

Cultivation, Tuition, Coaching, Instruction, Training, Bringing up and Education

اصطلاح میں اس سے مراد انسان کے اندر کچھ خاص افکار وخیالات کا بیج بو دیا جائے اور اس کے جذبات ومیلانات کو ایک خاص رخ عطا کیا جائے۔ اس طور پر کہ کچھ مخصوص رجحانات کی آبیاری ہوسکے اور اس کے اخلاق وکردار ایک مخصوص سانچے میں ڈھل جائیں۔[4]

---

[1] ابن منظور، جمال الدین، لسان العرب (دار صادر، بیروت، ۲۰۰۶م)، ۲/ ۳۳

[2] اظہر، محمد منیر، مقالات تربیت (دارالتربیۃ للنشر والتالیف، فیصل آباد، نومبر ۲۰۰۹ء)، ص: ۲۴۹

[3] ن۔م

[4] یوسف قرضاوی، ڈاکٹر، فطری تربیت کے اہم تقاضے (اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور)، ص ۲۹۷

ابن بادیس کے نزدیک انسان میں تبدیلی، اس کی راہ راست کی طرف ہدایت اوراس کی اخلاقیات کی اصلاح ہی تربیت ہے۔[1] مفتی محمد شفیع کے الفاظ میں تربیت اسکو کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اسکے تمام مصالح پر رعایت کرتے ہوئے درجہ بدرجہ آگے بڑھایا جائے یہاں تک کہ وہ حد کمال کو پہنچ جائے۔[2]

آج کل تعلیمی اصطلاح میں جس چیز کے لئے لفظِ تربیت بولا جاتا ہے اسی معنٰی میں قرآن نے تزکیہ اور تادیب کا لفظ استعمال کیا ہے۔[3] اسی کا نام تعمیر سیرت و کردار بھی ہے انگریزی میں اس کے لیے Training کا لفظ ہے جو تعلیمی سرگرمیوں میں نصابی Curricular وغیر نصابی Co- Curricular دونوں activities کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ جین شاتو[4](Jean Cheateu) کے نزدیک تربیت بچے کو ایک بااخلاق اور منظم شخصیت میں پرونے کانام ہے۔[5]

سنت نبویہ ﷺ سے ہمیں جو تربیت کا مفہوم ملتا ہے وہ انسان کی تمام تر ذہنی جسمانی اور روحانی صلاحیتوں کی اس طرح سے نشوونما کانام ہے جو انسان کو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تیار کر دے، چاہے ان کا تعلق انسان کے انفرادی معاملات سے ہو یا اجتماعی، وہ داخلی پہلو سے متعلقہ ہوں یا خارجی۔[6] اسلامی تصورِ علم میں تعلیم اور تربیت جدا نہیں ہیں بلکہ ان دونوں ہی کا مقصد کردار سازی(Character Building) ہے۔

کسی بھی قوم کی ترقی کا انحصار اسکی نسل نو کی تربیت پر ہوتا ہے۔ اسی لیے خالقِ ارض و سماء نے انسانیت کو تزکیہ کے لفظ سے آشنا کیا۔ اور اسی مقصد کے لیے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے بھی جہاں انسانیت کی اصلاح

---

[1] ابن بادیس، عبد الحمید، محمد، آثارُ ابنُ بادِیس (دارو مکتبۃ الشرکۃ الجزائریۃ، طبع اول ۱۳۸۸ھ)، ۱/۱۰۱

[2] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن (مکتبہ معارف القرآن، کراچی، اپریل ۲۰۰۸)، ۱/۱۶۸

[3] محمد امین، ڈاکٹر، ہمارا دینی نظام تعلیم (دار الاخلاص، لاہور، جولائی ۲۰۱۴ء)، ص:۱۶۵

[4] ماہر نفسیات اور فرانس کی ایک یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔ جولائی ۱۹۰۸ کو سینٹ کوئینٹن سر چرانتے، فرانس میں پیدا ہوا اور اگست ۱۹۹۰ میں وفات پائی۔

[5] Jean Chateau, Philosophy of education, Paris, 1969, P 58: Natasha Gill, Educational Philosophy in French Enlightenment, Ashgate publishing limited, UK, P:183

[6] محمد امین، ڈاکٹر، عنوان مقالہ: "نبی اکرم ﷺ کا منہاج تربیت"، مشمولہ در ماہنامہ مجلہ السیر، شمارہ ۲ (رمضان، ۱۴۲۱ھ) ص:۲۵۴

فرماتے ہوئے ہر شعبہ سے متعلقہ اصول دیئے، وہیں تزکیہ نفسِ انسانیت اور تربیتِ نسلِ نو کے لیے بھی عملی اصول دیئے۔ خالقِ ارض وسماء نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[1]

"اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اس میں اہل ایمان کو ان کی ایک نہایت اہم ذمے داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ ہے اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی اصلاح اور ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام تاکہ یہ سب جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔ اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرو، اس کی اطاعت کرو، اور اس کی نافرمانی سے منع رکھو، اور والدین بچوں کو نظم و تدبیر کے ذریعہ سے بچائیں اور ان کو تعلیم دیں اور انہیں اللہ کی اطاعت کرنے پر مجبور کریں۔[2]حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد گھر والوں کو نیکی کی تعلیم دینا تاکہ وہ آگ سے بچ جائیں۔[3]

تربیت کا مقصد ہے کہ انسان روح، نسل اور معاشرے کو تعلیم دینے کے لئے، خدا پر ایمان لائے ،اسلام کے قانون کو پورا کرے اور اس کے سامنے پیش کرے۔ اس طرح اسلامی تعلیمات تمام والدین اور اساتذہ کی طرف سے اگلی نسل تک پہنچانا واجب ہے۔ اور پھر اس طرح اللہ اور اس کے رسول کی حکمرانی میں انسان کو شرمندگی نہیں ملتی جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ۔[4]

"ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پس اسکا باپ ہے جو اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتا ہے۔"

---

[1] سورۃ التحریم ۶:۶۷

[2] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) (دار الکتب العلمیۃ، منشورات محمد علی بیضون، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۹ھ)، ۸/۱۹۰

[3] فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، ابو طاہر، تفسیر ابن عباس (اردو) (مکی دار الکتب، مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۹ء)، ۳/۳۹۳۔۳۹۲

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح الجامع، بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ (دار طوق النجاۃ، طبع اولیٰ، ۱۴۲۲ھ)، حدیث نمبر: ۱۳۵۸

یہ حدیث واضح طور پر اعلان ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ماں باپ جو اسکو نصیحت کریں گے اسی لحاظ سے وہ یہودی، عیسائی اور مجوسی بن جاتا ہے۔ اس سے ہم تربیتِ والدین کا باخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اصلاح انسان کے لئے صرف تعلیم کا ہونا کافی نہیں بلکہ اخلاقی تربیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔[1]

جوں جوں وقت کا دھارا بہہ رہا ہے انسانیت کا معیار گرتا چلا جارہا ہے۔ مگر معاشرے کے اس بگاڑ کے کچھ ایسے اسباب بھی ہیں جن کی وجہ سے عصر حاضر میں والدین و مربیاں اس فکر و سوچ میں ہیں کہ انکی تربیت بچوں پر اثر نہیں کرتی اور بچے فکری و معاشرتی طور پر بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ بچوں کی تربیت کیونکر اسلامی نہج پر نہیں ہو پارہی اور اس سلسلہ میں آج کے دور میں کن مسائل کا مُربّیان کو سامنا ہے، ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

عصر حاضر میں تربیت کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بچوں اور بڑوں کا دین سے دور ہونا ہے۔ جب بچہ اپنے دینی شعار مسجد و قرآن اور عقائد و عبادات سے دور ہو گا تو اسکی تربیت بھی صحیح نہج پر ممکن نہیں ہو گی۔ یہ بھی المیہ ہے کہ والدین بچے کی عصری تعلیم پر تو زور دیتے ہیں مگر مذہبی و دینی تربیت کا نام بھی نہیں لیتے۔ بچہ دن بھر 8 سے 16 گھنٹے عصری علوم اور مدرسہ، اتالیق، ٹیوشن اور ہوم ورک کو دیتا ہے مگر بچے کو مسجد میں قرآن پڑھنے کے لئے بھیجنے کا نام لیتے ہی والدین کو خیال آجاتا ہے کہ اگر مسجد جائے گا تو صبح اٹھتے نیند خراب ہو جائے گی، تھکان ختم نہیں ہو گی، وغیرہ وغیرہ۔ آج کے دور میں کئی گھرانے ایسے ہیں جہاں بچہ دینی ماحول میں پروان چڑھتا ہے لیکن یہ اسکی دین داری بے بنیاد عقائد اور خرافات سے بھرپور ہوتی ہے۔ اور گھرانے ایسے ہیں جن میں بچے دین داری سے بالکل دامن چھڑا لیتے ہیں۔[2] ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کس حد تک دینی تعلیم کا فقدان ہے یہی چیزیں بچے کی تربیت میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں کہ وہ جب مسجد کا رخ نہیں کرے گا وہاں بیٹھ کر حقوق و فرائض نہیں سیکھے گا تو وہ عملی زندگی میں، لڑکپن و جوانی میں یا عصری علوم کے ساتھ اسلامیات پڑھ کر کیا سیکھے گا؟

---

[1] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن،،۱/۳۹۴

[2] ارم سلطانہ، عنوان مقالہ: "اسلام کا تصورِ تعلیم و تربیت"، مشمولہ در ششماہی البصیرہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویج، شمارہ ۲(دسمبر، ۲۰۱۲)ص:۹۶

بچے کی شروع سے ہی دینی تربیت کی جائے اور اس کے عقائد کی بنیاد اسکے بولنا شروع کرتے ہی ڈال دی جائے۔ بچے کی تربیت کے لئے اسے بولنا شروع کرتے ہی لا الہ الا اللہ سکھایا جائے جو اللہ کی حمد وثناء کے ذریعے خالق کی عظمت اور اس پر پختہ یقین سکھانے کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب بچہ بولنے لگے تو اسے لا الہ الا اللہ بولنا سکھایا جائے۔[1] اسی طرح جب سات سال کی عمر کو پہنچے تو نماز کی باقاعدہ پابندی کروائی جائے بلکہ جب دس سال کی عمر کو پہنچے تو سختی بھی کی جائے۔[2]

قرآن پڑھنے کا باقاعدہ اہتمام کیا جائے اور اسے مسجد میں بھیجا جائے یا قاری اتالیق مقرر کیا جائے۔ اسے قرآن کے پڑھنے کا شوق دلانے کے لئے اجروثواب اور فضیلت بیان کی جائے۔اساتذہ بھی باقاعدہ نماز اور قرآن کی ترغیب دیں۔

عصر حاضر میں والدین و اساتذہ کی تربیت کے بے اثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ تعلیمی اداروں میں "مار نہیں پیار" کا ڈھونگ ہے جو پچھلے کچھ سالوں سے رچایا جارہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بچے اب والدین اور اساتذہ کو کچھ نہیں سمجھتے اور انکی جرأت نہیں کہ وہ بچوں کو تربیت کرنے کے لئے ان پر سختی کریں۔ قوانین ہی ایسے بنا دیئے گئے ہیں کہ اساتذہ بچے کو مار نہیں سکتے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچے اساتذہ کی چھوٹی سی ڈانٹ ڈپٹ کو بھی منفی سمجھتے ہیں۔ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا ہے کہ اساتذہ کا عزت و وقار معاشرے سے ختم ہو گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے کی تربیت حتیٰ الامکان شفقت اور پیار سے کرنی چاہیے۔ مگر کیسا وقت آگیا ہے کہ اسلامی معاشرے میں مغربیت کے ایسے اثرات چھا گئے ہیں کہ والدین کو بھی اصلاح کے لئے اپنے بچے کو مارنے کی جرات نہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تادیب کے لئے کوڑا گھر میں لٹکانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ لَهُمْ أَدَبٌ-[3]

"کوڑا ایسی جگہ لٹکایا کرو جہاں گھر والوں کی نظر پڑے، یہ انکی تادیب ہے۔"

---

[1] ابن السنی، احمد بن محمد بن اسحاق، عمل الیوم واللیلۃ، بَابُ مَا يُلَقَّنُ الصَّبِيُّ إِذَا أَفْصَحَ بِالْكَلَامِ (طباعۃ للنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۸ھ)، حدیث نمبر:۴۲۳

[2] احمد بن حنبل، ابوعبد اللہ، المسند، مُسْنَدُ الْمَكِّيِّينَ (مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول، ۲۰۰۱م)، حدیث نمبر:۱۵۳۳۹

[3] طبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، معجم الاوسط، باب العین، من اسمہ عبد اللہ (دار الحرمین، قاہرہ، مصر، س ن)، حدیث نمبر:۴۳۸۲

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل کو رسول اللہ ﷺ نے، تربیت کی غرض سے اپنی لاٹھی اپنے گھر والوں سے نہ اٹھانے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارے میں ان کو ڈرانے اور سمجھانے کا حکم دیا۔[1]

تربیت کے سلسلہ میں مار آخری حربہ اور دوائی ہے۔ یہ کھانے میں نمک کی طرح ہے۔ جب کھانے میں زیادہ ڈالا جائے تو سارا مزہ خراب کر دیتا ہے اور اگر نہ ڈالا جائے تو بھی مزا جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا مناسب انداز سے تھوڑی بہت سزا دینے میں کوئی قباحت نہیں۔[2] بچوں کو والدین اور اساتذہ ہلکا پھلکا مار سکتے ہیں وہ اس لئے کہ یہ بعض اوقات انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے لئے افراط یعنی غصہ کا شکار ہونا بالکل غلط ہے، اس میں اعتدال ہونا چاہیے کہ بچے کے جسم پر نشان نہ پڑے اور مزید یہ کہ غصہ کی حالت میں مارا بھی نہ جائے۔[3]

تربیت کی راہ میں ایک رکاوٹ حلال روزی کا نہ ہونا بھی ہے جب والدین کا ذریعہ معاش حرام ہو یا حلال روزی میں حرام (Mix) ہو تو اسکے بچوں پر ہونے والے اثرات میں ایک یہ بھی ہے کہ والدین کی تربیت ان پر اثر نہیں کرتی۔ تربیت کی راہ میں حرام رزق اس طرح بھی رکاوٹ بنتا ہے کہ والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں قبول نہیں ہوتیں اور رسول اللہ ﷺ نے دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ حرام رزق کو قرار دیا ہے۔[4]

بچے کی عملی تربیت گاہ گھر ہے جو اس کے سیکھنے کی سکون دہ جگہ ہے مگر اس وقت ان کی تربیت کا معیار گر جاتا ہے جب وہ گھر میں سکون نہیں پاتا۔ اکثر والدین آپس میں چپقلش رکھتے ہیں وہ بچوں کے سامنے ہمہ وقت گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ اس سے بچے کا سکون چھن جاتا ہے اور وہ اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔[5] اس حالت میں انکی تربیت بچے پر کوئی اثر نہیں چھوڑتی۔ جب باہمی ناچاقی ہو تو والدین

---

[1] احمد بن حنبل، المسند، تتمہ مسند الانصار، حدیث نمبر:۲۲۰۷۵

[2] جانس خاں، ڈاکٹر: محمد کامران، عنوان مقالہ:"شاگرد کے خلاف تادیبی کاروائی کا دائرہ کار"، مشمولہ در مجلہ علوم اسلامیہ و دینیہ، جنوری-جون، ۲۰۱٦، شمارہ ۱، ص:۵۷

[3] علوی، شفیق الرحمٰن، مولانا، عنوان مقالہ "اولاد کی ظاہری وباطنی تربیت، اہمیت۔۔۔انداز"، مشمولہ در ماہنامہ دارلعلوم، کراچی، (جون، ۲۰۱٦ء) ص:۳۱

[4] مسلم بن حجاج، نیشاپوری، صحیح مسلم، بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا (دار احیاء تراث العربی، بیروت، لبنان، س ن)، حدیث نمبر:۱۰۱۵

[5] امینی، استاد ابراہیم، آئینِ تربیت، (مترجم: قیصر عباس ثاقب نقوی) (مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء)، ص:۳۲

اولاد کے سامنے صبر و تحمل سے بھی اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرسکتے ہیں۔اس سے ان میں صبر و تحمل کی ایک صفت پروان چڑھے گی اور وہ بھی چیخ وپکار اور لڑائی جھگڑا کرنے سے اجتناب کریں گے۔ بعض اوقات کھانے میں یا کچھ غلط ہو جانے پر ہم چیخ وپکار کرتے ہیں۔حالانکہ والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسے میں صبر و تحمل سے کام لیں۔کیونکہ ایسے میں ماں باپ کے درمیان علیٰحدگی یا طلاق کی نوبت ان کی شخصیت کو مسخ کرکے رکھ دیتی ہے۔

بچوں کی اچھی تربیت کے لئے انہیں حلال کھلایا جائے کیونکہ حرام کے اثرات بے ادبی، بد تمیزی، بات کا اثر نہ لینا اور دینی شعار سے دوری کی شکل میں ظاہر ہونگے۔پیغمبر اکرم ﷺ نے حلال رزق سے اولاد کی تربیت فرمانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے

اَدِّبُوا اَولَادَکُم فِی بُطُونِ اُمَّهَاتِهِم، قِیلَ: وَکَیفَ ذٰلِکَ یَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: بِاِطعَامِهِمُ الحَلَالَ۔[1]

"اپنے بچوں کی انکے ماؤں کے پیٹوں میں ہی تربیت کرو۔پوچھا، یارسول اللہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں حلال کھلاؤ۔"

اگر اولاد کی تربیت کے سلسلے میں ماں کے پیٹ میں ہی بچے کو حلال رزق لازم ہے تو پھر ولادت کے بعد اور باقی زندگی میں یہ بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔

تربیت کی کمی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ موجودہ دور میں والدین بچے کو سکول یا مدرسہ میں داخل کروانے کے بعد سمجھتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے ہیں جبکہ اساتذہ کے پاس بچے صرف چند گھنٹے جاتے ہیں۔اور اساتذہ بھی بس اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیاں سرانجام دینے مثلاً حاضری و داخلہ، نصاب ختم کرنا اور فہرستیں بنانا، پر ہی معمور ہیں۔انہیں بچوں کی معاشرتی، ذہنی، اخلاقی اور مذہبی تربیت سے کوئی سروکار نہیں۔رشتہ دار اور خاندان کے دیگر افراد یا ادارے بھی اس معاملے میں کہیں کوئی کردار ادا کرتے نظر نہیں آتے۔

اگر والدین اور اساتذہ یہ سمجھ لیں کہ یہ ہماری مذہبی ذمہ داری ہے اور ہمیں قیامت کو اسکے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی اور ہر کوئی بچوں، شاگردوں اور ماتحتوں کو امانت سمجھے تو تربیتی سرگرمیاں بہتر ہو سکتی ہیں۔[1]

---

[1] نژاد، مہدی قمی: پور جوادی، نصر اللہ، جنگ مہدوی (مرکز نشر دانشکدہ، تہران، ایران، طبع اول، ۱۳۸۰ھ)، ص:۱۳۲

بچے کی تربیت میں ایک رکاوٹ اس میں جنم لینے والا ڈر اور خوف ہے چاہے وہ اساتذہ کی طرف سے ہو یا والدین کی طرف سے یا کسی اور وجہ سے۔ اس ڈر کی وجہ سے وہ ذہنی دباؤ اور نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے اور اسکا تربیتی عنصر دب جاتا ہے۔

بعض والدین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ انہیں مسلسل کوستے ہیں، وہ اس بات کا قطعی احساس نہیں کرتے کہ بچے نازک مزاج ہیں، اس سے بچوں میں کمتری اور ناکامی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔[2]

بچے میں موجود ڈر اور خوف کو ختم کرنے کے لئے اسکے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آیا جائے، اسے نرمی سے چیزیں سمجھائی جائیں حتیٰ کہ غلطی پر بھی نرم رویہ اختیار کر کے غلطی کا احساس دلایا جائے کہ وہ آئندہ اس سے اجتناب کرے نہ کہ سختی سے بغاوت کا شکار کیا جائے اور غزواتِ نبوی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہادری کے واقعات سنائے جائیں۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہمیں مغازی ایسے سکھلائے جاتے جیسے قرآن سکھلایا جاتا"3 صحابی رسول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: "میرے والد ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا کو بیان کیا کرتے اور انکے ذریعے ہماری کردار سازی بھی کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ تمہارے آباء کی نشانیاں ہیں پس انہیں ضائع نہ کرو۔"[4]

اسکے علاوہ بچوں کو جرأت مندانہ کھیل کود سکھلائے جائیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے مثلاً تیر اندازی اور گھڑ سواری[5] گھوڑے سدھانا، دوڑ اور تیراکی۔[6]

بچوں کی اچھی تربیت کے سلسلہ میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہمارے تعلیمی نصاب کو دینی و اخلاقی تعلیمات سے مبرا کر دیا گیا ہے۔ یہ اس مغربی یلغار کا اثر ہے جس کا شکار ہم گزشتہ کئی دہائیوں سے ہیں۔ اب تو

---

[1] عطاء الرحمٰن، ڈاکٹر، عنوان مقالہ: "نوجوانوں میں تعلیم و تربیت کے فقدان کا تدارک"، مشمولہ در ششماہی راحۃ القلوب، کوئٹہ، ج: ۲، شمارہ ا (ج ۲۰۱۸) ص: ۶۰

[2] بدر القادری، مولانا، اسلام اور تربیتِ اولاد، اداررہ معارفِ نعمانیہ، لاہور، مئی ۱۹۹۳، ص: ۳۴

[3] عواجي، محمد بن محمد، مرويات الإمام الزهري في المغازي (م ن، طبع اول، ۱۴۲۵ھ)، ۱/۳۶

[4] ن۔م، ۱/۳۵

[5] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (دار الغرب اسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸م)، حدیث نمبر: ۱۶۳۷

[6] نسائی، احمد بن شعیب، السنن، باب مُلَاعَبَةُ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ (موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۲۰۰۱م)، حدیث نمبر: ۸۸۹۰

معاملہ اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ اس نصاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی باتیں کر دی جاتی ہیں جنہیں تسلیم کرنا تو در کنار سوچنا بھی محال ہے۔ جماعت نہم کی اسلامیات لازمی کے سلیبس سے سورۃ التوبہ کو نکال دینا اور پھر نصاب میں "Mr. Chips" جیسے ناول اور رومانوی افسانے اور غزلیات کا شامل ہونا انکی بے راہ روی کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح "Aids" سے آگاہی کے لئے نصاب میں مواد شامل کر دیا گیا ہے جو سوائے بے حیائی سکھانے کے اور کچھ بھی نہیں۔ اکثر یونیورسٹیز کے ایم۔اے "English" کے سلیبس میں شامل مواد فحاشی، بے راہ روی اور سیکولرازم سکھانے والا ہے۔ جس میں ناول، افسانے، ڈرامے اور شاعری سب ہی شامل ہے۔

ہمیں خود انتہائی ذمہ دارانہ طور پر مغرب کے زیر اپنے نظام تعلیم کو اثر تبدیل کرنا چاہیے تاکہ ہمارے بچے اسلام، نظریہ پاکستان اور اپنے شاندار ماضی سے واقف ہوں۔ اور انکے خیالات و نظریات اسلام یا ملک دشمن نہ ہوں۔ بچوں کی تربیت کے لئے نصاب میں بھی ایسا مواد شامل کرنے کی ضرورت ہے جو انہیں صحیح طور پر اسلامی روح (Spirit) دے۔

اگر طلبہ کے لئے سیرتِ مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے واقعات اور ارشادات نقل کر دیئے جائیں جن کا تعلق انسان کی روزمرہ زندگی سے ہے اور یہ آدابِ زندگی بھی قرار دیئے جاسکتے ہیں تو معاشرے کی تربیت کا فرض ممکن حد تک ادا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔[1]

موجودہ دور میں بچے بہت زیادہ سوشل میڈیا اور دیگر انٹرنیٹ کی سہولیات کے نشہ کی حد تک عادی (Addicted) ہو چکے ہیں۔ جو انکی تربیت میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بن چکی ہیں۔ بچہ اپنی تفریحات والدین، اساتذہ اور دیگر لوگوں سے بانٹنے (Share) کی بجائے میڈیا سے لے رہا ہوتا ہے، جس سے اسے سیکھنے کا موقع میسر نہیں آتا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے اہلِ خانہ کو وقت دے تو وہاں کچھ نہ کچھ شعوری اور غیر شعوری طور پر ماحول سے یا گفتگو سے سیکھتا ہے۔ والدین و اساتذہ یا دیگر معاشرے کے افراد اسکی اچھی رہنمائی کرتے ہوئے اسے آداب سکھا سکتے ہیں۔ جنہیں وہ سوشل میڈیا کی وجہ سے سیکھنے سے قاصر رہتا ہے۔

---

[1] شاہ، منور حسین، سید: اعوان، عبدالغفور، پروفیسر، ڈاکٹر، پنجاب کے سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں مطالعہ سیرت کی اہمیت :(ابتدائی تا ثانوی جماعتوں کے نصابِ اسلامیات کا جائزہ)، گلوبل جرنل آف مینجمنٹ، سوشل سائنسز اینڈ ہیومنیٹیز، شمارہ ۳، (اکتوبر۔ دسمبر، ۲۰۱۷ء) ص: ۲۴۲

اس میڈیا نے فحاشی و عریانی، رقص و سرود، بے دینی پھیلانے نیز نظریہ پاکستان اور اسلامی اقدار کو پامال کرنے کی انتہا کردی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے حکمران، بیوروکریسی شعبہ تعلیم کے افسران، اور علم فروش تاجران ذمہ دار ہیں۔[1]

ایک بہت بڑی رکاوٹ جو تربیت کے سلسلے میں ہے وہ نوجوان نسل کا لادینیت سے متعلقہ لٹریچر کا مطالعہ ہے۔ ہمارے ملک میں جو غیر ملکی لائبریریاں اس وقت کام کر رہی ہیں، ان کا اکثر و بیشتر لٹریچر مذہبی و دینی لحاظ سے ٹھیس پہنچانے والا ہے اور اس میں بے راہ روی اور لادینی تصورات کی بھرمار ہے۔ لیکن ہمارے نوجوان ان مغربی لائبریریوں میں اکثر و بیشتر جاتے اور اس لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں، مزید یہ کہ ان لائبریریوں میں مفت سروس کے ساتھ ساتھ یورپین عورتیں ہمارے نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ پھر ان کتب کا مواد ایسا ہے کہ بچے اس لٹریچر کو پڑھنے کے بعد اساتذہ اور والدین کی تربیت قبول نہیں کرتے اور دین سے بھی بیزاری، دوری اور اکتاہٹ ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ان ممالک کی علوم نوازی ہے، جبکہ یہ ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی بڑی سازش و کوشش ہے اور ہماری نسل کی اخلاقیات کی قتل گاہیں ہیں۔

بچوں کو گھر میں ایک لائبریری دی جائے جس میں موجود کتب کا مطالعہ کرکے لغو باتوں سے بچیں اور خوش رہیں۔[2] بچوں کو اسلامی کتب کے مطالعہ کا شوق دلایا جائے۔ اس مقصد کے لئے والدین انہیں بچپن میں ہی کتب مہیا کریں۔ پاکستان میں طلباء کی فکری ترقی کے لئے کتب خانے بہت اہم ہیں۔ اگر ان خالی ذہنوں کو جرائم سے بچانا، اور فکری انقلاب دینا ہے تو کتب خانوں کی اصلاح لازم ہے۔[3]

تعلیم و تربیت کے فقدان کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں سفارش اور رشوت کا کلچر عام ہو چکا ہے، اکثر اساتذہ اپنی تعلیمی قابلیت کے بل بوتے پر نہیں، بلکہ سفارش، جعلی کاغذات اور دیگر ناجائز ذرائع سے عہدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے حالات میں وہ کیا پڑھائیں اور کیا تربیت کریں گے؟ اساتذہ

---

[1] ڈاکٹر محمد امین (مدیر)، "میڈیا اور جدید تعلیم"، ماہنامہ البرہان، لاہور، دسمبر ۲۰۱۶، ص: ۲۷

[2] جمیل، محمد ریاض، اولاد کی تربیت کیسے کریں؟ (ایم اے پرنٹرز، طبع اول، س ن)، ص: ۳۳۵

[3] نیازی، لیاقت علی خاں، ڈاکٹر، پاکستان کے لیئے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل، تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں (سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، فروری: ۲۰۰۲ء) ص: ۱۴۸

کامعیار بہت ہی کم درجہ کا ہے اور اسکی بڑی وجہ انکی کم خواندگی ہے اور غیر تربیت یافتہ ہونا ہے[1] یہی معاملہ پرائیویٹ سکولوں کا بھی ہے جو کہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ جہاں اساتذہ کی تعلیم، تربیت اور اساتذہ کے لئے دیگر تدریسی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں، سوائے چند ایک بڑے سکولوں کے جو کہ کسی Brand کے نیٹ ورک کا حصہ ہیں۔[2]

اعلیٰ پیشہ وارانہ، تعلیمی مہارتوں، تربیت اور اعلیٰ تعلیم رکھنے والے اساتذہ مقرر کیے جائیں، اساتذہ کا تقرر اہلیت کی بنیاد پر کیا جائے، محکمہ تعلیم کی بے ضابطگیوں اور رشوت وسفارش کلچر کو سختی سے روکا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والوں کو آگ کی وعید سنائی ہے۔[3] اور آپ ﷺ نے ان پر لعنت بھی کی ہے۔[4] آنحضرت ﷺ جب کسی علاقے میں کسی صحابی کو معلم بنا کر بھیجتے تو علمی دسترس رکھنے والوں کو ترجیح دیتے جیسا کہ معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا۔[5] نیز انکی وقتاً فوقتاً اصلاح بھی فرماتے اور مزید انہیں نئے نازل شدہ احکامات سے بھی آگاہ رکھتے جیسا کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو انکے علاقے میں جاتے ہوئے آپ ﷺ نے نماز، روزہ، ربوٰا اور شراب کے احکام لکھوا کر بھیجا۔[6] عمرو بن حزم کو جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں فرائض، صدقات اور دیت وغیرہ کے احکام آپ ﷺ نے لکھوا کر بھیجا۔[7] اسی طرح عبداللہ بن الحکیم رضی اللہ عنہ کو بھی مردہ جانور کے احکام قلمبند کروا کر بھیجا۔[8] لہذا اساتذہ کے ریفریشر کورسز باقاعدہ کروائے جائیں، ماسٹر ٹریز ز کی تعداد میں اضافہ کیا

---

[1] Memon,Ghulam Rasool, Education in Pakistan: The Key Issues, Problems and The New Challenges,Journal ofManagement and Social Sciences,Vol. 3,No.1,2007,p49

[2] Memon,Ghulam Rasool, Education in Pakistan: The Key Issues, Problems and The New Challenges,Journal of Management and Social Sciences, Vol.3, 2007,p50

[3] الطبرانی، سلیمان بن احمد، معجم الاوسط، باب الف، من اسمہ احمد (دار الحرمین، القاھرۃ، ۲۰۱۰م) حدیث نمبر: ۲۰۲۶

[4] ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن، بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ (المکتبۃ العصریۃ، بیروت، س ن) حدیث نمبر: ۳۵۸۰

[5] بخاری، الجامع الصحیح، بَابُ بَعْثِ أَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، حدیث نمبر: ۴۳۴۷

[6] طبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، الروض الدانی (المعجم الصغیر)، من اسمہ یحیٰ (المکتب الاسلامی، دار عمار، بیروت، عمان، طبع اول، ۱۴۰۵ھ)، حدیث نمبر: ۱۱۷۶

[7] شاذلی، ھندی، علاء الدین، علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، فصل فی القضاء و الترغیب (مؤسسۃ الرسالۃ، طبع پنجم، ۱۹۸۱م)، حدیث نمبر: ۱۴۵۷۲

[8] طبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الأوسط، من اسمہ محمد، حدیث نمبر: ۵۵۲۵

جائے، نجی سکولوں کے معیارِ تعلیم اور اساتذہ کی تربیت و تعلیم کا خصوصی معائنہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں پرائیویٹ اداروں کی تربیت کے لئے بھی پروگرام مرتب کئے جائیں۔

بچوں کی تربیت کا ستیاناس کرنے میں اس جنون کا بھی عمل دخل ہے جو والدین، اساتذہ، عزیز واقارب اور معاشرے کی طرف سے بچے میں پیدا ہوتا ہے کہ اسے اوّل پوزیشن حاصل کرنی ہے۔ اکثر والدین بچوں کے سامنے مقاصد رکھتے ہیں اور انکی ناکامی پر مار کی دھمکی بھی دی جاتی ہے اس سے بچہ ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔[1] نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کا مقصد صرف دوسروں سے آگے نکلنا ہوتا ہے چاہے اسکے لئے اسے کوئی بھی ناجائز اور حرام ذریعہ اختیار کرنا پڑے۔ اس سے اسکے دل میں کینہ بغض، نفرت، نفسیاتی مسائل اور بلا وجہ جنونی شدت پیدا ہوتی ہیں جو اسے اخلاقیات سے گرا دیتی ہیں اور وہ صرف اپنی تعلیم کو تربیت کی بجائے جنون بنا بیٹھتا ہے۔ اس سے اسکو کئی ایک نفسیاتی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسکا حل یہ ہے کہ بچے کو بچپن سے ہی اخلاقیات کا درس دیا جائے اسکو مثبت مسابقت سکھائی جائے اور ساتھ میں اسے وقتاً فوقتاً اس چیز کا پابند بنایا جائے کہ وہ دوسروں کے کام آنے والا ہو کسی کا نقصان اسکی وجہ سے نہ ہو۔ وہ دوسروں کے نوٹس اور کتب کو ضائع کرکے یا انکی محنت کا پھل خود حاصل کرکے آگے نہ بڑھے۔ یہ دراصل والدین کی بنیادی غلطی ہوتی ہے جس کا حل بھی والدین ہی احسن طریقے سے کر سکتے ہیں۔

اسی طرح بری صحبت کا ہونا بھی تربیت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ موجودہ دور میں بچے تعلیمی سرگرمیوں کے لئے یا ویسے کسی کام سے گھر سے باہر جاتے ہیں تو اس معاشرتی ماحول میں انکی دوستیاں بننا معمولی امر ہے۔ گھر والے یہ سمجھتے ہیں کہ گھر کا ماحول اچھا ہے اور بچہ بھی شریف ہے جس کی وجہ سے وہ اسکی صحبت اور اُٹھنے بیٹھنے والے لوگوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے اور ہوش تب آتی ہے جب بچے جرائم اور اخلاقی تباہی میں ملوث ہونے کی وجہ سے خاندان کی عزت کا جنازہ نکال چکے ہوتے ہیں۔

بچے دوستوں سے ایسی بے ہودگی سیکھتے ہیں جس کا والدین کو اندازہ تک نہیں ہوتا۔ اس لئے والدین انکے دوستوں پر خصوصی نظر رکھیں۔[2] اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذہین طلباء پر ناسمجھ طلباء اپنی صحبت کا اثر ڈال دیتے ہیں

---

[1] جمیل، اولاد کی تربیت کیسے کریں؟، ص:۷۱

[22] ن۔م، ص:۳۳۳

جس سے مستقبل میں قوم کا رہنماء بننے والا اپنے گاؤں یا بستی والوں کی تربیت کرنے والا ایک آوارہ شخص بن جاتا ہے جس کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔[1]

مُربّیان کو چاہیے کہ وہ بچوں کی صحبت کی خبر رکھیں کہیں اسکے احباب دین سے دور بے راہ رو تو نہیں وگرنہ بچہ انکے اثرات کو کسی نہ کسی انداز میں قبول کرے گا اور بے راہ روی کا شکار ہو گا۔ پس اسے کسی بھی طرح کی بری صحبت سے بچایا جائے اور بری محفل کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔ کیونکہ کریم آقا ﷺ کا فرمان ہے۔

المَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ[2]

"آدمی انکے ساتھ ہوتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔"

اچھی صحبت اختیار کرنا ایمان اوراعمالِ صالحہ کی مضبوطی کا اور بری صحبت ایمان اوراعمالِ صالحہ کی بربادی کا ذریعہ ہے۔[3]

بچے کی جب کچھ سمجھ بوجھ رکھنے لگے اسکی پانچ طرح کے لوگوں سے دوستی نہ بننے دی جائے اور انہیں اسکے بارے میں سمجھایا جائے۔ اول جھوٹا، کیونکہ دھوکے میں رکھے گا۔ دوم بخیل، کیونکہ ضرورت کے وقت ساتھ نہ دے گا۔ سوم: فاجر و فاسق، کیونکہ وہ خدا کا وفادار نہیں تو تمہارا بھی نہیں۔ چہارم بیوقوف، وہ اس لئے کہ اسکا نفع والا کام بھی گھٹا دے گا۔ پنجم قطع تعلق کرنے والا، وہ بے وفا ہے اور بیوفائی ہی کرے گا۔[4]

بچوں کی اچھی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ایسی صحبت میں رکھیں جس میں پاکیزہ ماحول ہوتا کہ اس کے اخلاق و خصائل میں حُسن آئے۔ رسول اللہ ﷺ کا بھی معمول اقدس یہ تھا کہ بچوں کو اپنی صحبت میں رکھتے تھے۔

ابتدائی عمر میں ابھی چونکے بچہ گھر سے باہر نکلنا ہی شروع کرتا ہے پس والدین اور اہل خانہ کی ذمہ داری ہے کہ اسکے مزاج کے بچوں سے اسکی دوستی بنائیں۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اسکے دائرہ کار میں آنے والے دوست احباب کا بھی پتہ رکھا جائے کہ کیسے لوگ اس کی صحبت میں حصہ دار ہیں۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

---

[1] ندیم ظہیر، حافظ، عنوان مقالہ: ذرا سنبھل کے رہنا... کہ، مشمولہ در ماہنامہ الحدیث، حضرو، شمارہ ۲۸، ستمبر ۲۰۰۶، ص:۲

[2] بخاری، الجامع الصحیح، بَابُ عَلاَمَۃِ حُبِّ اللَّہِ عَزَّوَجَلَّ، حدیث نمبر: ۶۱۶۸

[3] ندیم ظہیر، ذرا سنبھل کے رہنا... کہ، ص:۳

[4] جمیل، اولاد کی تربیت کیسے کریں؟، ص:۳۳۴

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ[1]

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا اسکی محفل پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔"

یہ دور فتنہ وفساد کا دور ہے، ہر جانب سے فتنے کی ہوائیں چل رہی ہیں، لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو ان فتنوں سے بچائیں اور ان کی حفاظت پر سختی سے توجہ دیں، نیز اس جانب بھی توجہ دیں کہ بچوں کی ہم نشینی اور کھیل کود کس قسم کے بچوں کے ساتھ ہے، اس لئے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور بچہ اپنی فکری پختگی محفل اور ماحول سے بھی کرتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالجَلِيسِ السَّوْءِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ المِسْكِ وَكِيرِ الحَدَّادِ، لاَ يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ المِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ، أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ، أَوْ ثَوْبَكَ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً[2]

"نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالوگے۔ یا تو مشک ہی خرید لوگے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پاسکوگے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسا دے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالو گے۔"

والدین کا اپنے بچوں کے درمیان فرق کرنا، ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا، خاص طور پر بچیوں پر بچوں کو ترجیح دینا انہیں کئی طرح کے ذہنی، نفسیاتی اور معاشرتی مسائل کا شکار کر دیتا ہے۔ "بچیوں سے نفرت اور بیزاری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ لڑکیاں اللہ کی رحمت ہیں۔ لڑکے اور لڑکی کی تربیت پر مساویانہ توجہ دینی چاہیے۔"[3]

اسی طرح اداروں میں اساتذہ کا ایسا رویہ بھی بچوں کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ان میں منفی سوچ پیدا ہوتی ہے اور تربیت حاصل کرنے کی صفت ماند پڑ جاتی ہے انکے اخلاقی اوصاف ختم ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے بہن بھائیوں یا

---

[1] السجستانی، ابو داؤد، السنن، بَابُ مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالِسَ، حدیث نمبر: ۴۸۳۳

[2] بخاری، الجامع الصحیح، بَابٌ فِي العَطَّارِ وَبَيْعِ المِسْكِ، حدیث نمبر: ۲۱۰۱

[3] میمونہ تبسم، عنوان مقالہ: "اسلامی تناظر میں بچوں کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریوں کا جائزہ"، مشمولہ در ششماہی الثقافۃ الاسلامیہ، جامعہ کراچی، شمارہ: ۱۱ (۲۰۰۶)، ص: ۳۳

ہم جماعت بچوں سے نفرت کرنے لگتا ہے ساتھ ہی والدین اوراساتذہ کا مقام واحترام بھی انکے دل سے ختم ہو جاتا ہے۔

بچے ماحول کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں اور معاشرے میں اس وقت بے برائی اور فضولیات اس قدر عام ہیں کہ بچے اور نوجوان اس میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ معاشرے میں ان فضولیات کو تو اپنایا جاتا ہے مگر تعلیم وتربیت پر توجہ نہیں دی جاتی۔[1]

یہ مسائل فی الحقیقت بچوں کی تربیت کی راہ میں بڑی رکاوٹیں ہیں اور رکاوٹوں کا دور کرنا اس دور کی اہم ضروریات میں سے ہے ورنہ ایک بے راہ رو قوم کا وجود کسی صورت بھی روکا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچے تباہی وبربادی سے بچ جائیں اور ملتِ اسلامیہ و پاکستانی معاشرہ اصلاحی راہ لے تو ان بچوں کی تربیت اسلامی نہج پر کرنا والدین و مُربّیان کے لیئے لازم ہے۔

تربیت کا صحیح نہج پر نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان طبقہ والدین و اساتذہ کا گستاخ اور علماء و اسلام کا دشمن بنتا جارہا ہے اور لادینی عقائد کی پرورش کرنا انکے لئے کوئی بڑی بات نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس نسل کی حفاظت فرمائے اور انہیں دینِ اسلام کی صحیح اور عملی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

---

[1] عطاء الرحمن، نوجوانوں میں تعلیم وتربیت کے فقدان کا تدارک، ص:۵۹